مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۴ سائیڈ بی ۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصّلٰوۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وآلہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَۃٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِیْہِ بِاَعْلَی السَّحَرِ فَاَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَیْہِ وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَاَدْخِلْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَآءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ (شَکَّ الرَّاوِیْ) قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں مجھ کو ایک ایسی قدر و منزلت حاصل تھی جو خلقت میں کسی کو حاصل نہیں تھی ، میں آپ کے یہاں علی الصبح پہنچ جاتا تھا (پہلے دروازہ پر کھڑے ہو کر طلبِ اجازت کے لیے)

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵

کہتا: السّلام علیک یا نبی اللہ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم (میرا سلام سُن کر) —— کھنکار دیتے تو مَیں (یہ سمجھ کر کہ اس وقت آپ کسی مشغولیت میں ہیں) —— اپنے گھر واپس چلا جاتا اور اگر آپ نہ کھنکارتے تو مَیں (بے تکلّف) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلا جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں سخت بیمار ہو گیا (حُسنِ اتّفاق سے) رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس سے گزرے جب میں (مرض کی شدّت سے بیتاب ہو کر باآواز بلند) یہ دُعا مانگ رہا تھا، الٰہی! "اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھ کو (موت دے کر مرض کی اذیّت سے نجات اور ابدی) سکون عطا فرما اور اگر ابھی وقت نہیں آیا تو (صحت بحال کر کر) مجھ کو راحت عطا فرما اور اگر یہ بیماری امتحان و آزمائش ہے تو مجھے صبر اور برداشت کی قوّت عطا فرما۔" رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مجھے یُوں دُعا مانگتے سُنا تو) فرمایا کہ تم کیا دُعا مانگ رہے ہو؟ مَیں نے وہ الفاظ آپ کے سامنے دوہرا دیئے، آپ نے (دُعا کے الفاظ سُننے کے بعد) اپنے پاؤں سے حضرت علیؓ کو ٹھوکا دیا اور یُوں دُعا فرمائی: الٰہی! اس (حضرت علیؓ) کو عافیت عطا فرما، یا یہ فرمایا کہ اس کو شفا بخش دے (یہ راوی کا اظہار شک ہے)، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کے بعد پھر مجھ کو کبھی بھی وہ بیماری لاحق نہیں ہُوئی۔"

حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک میرا ایک خاص مقام تھا اور ایسی صُورت تھی کہ دوسرے کسی شخص کو اس قسم کی اجازت نہیں تھی جیسے مجھے اجازت تھی۔

بالکل صُبح ہی صُبح جب سحور ہوتی ہے (یعنی) سحری اُس کے ابتداء میں مَیں آتا تھا اور حاضری دیتا اور ملتا، یہ ایسے ہی نہیں بلکہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے اجازت دی تھی یا ایسے فرمایا تھا کہ ایسے آجایا کرو اس وقت، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مختلف مقامات پر ہوتے تھے۔ کیونکہ ازواجِ مطہرات کے پاس الگ الگ رہنا ہوتا تھا تو وہاں میں پہنچتا تھا فَاَقُوْلُ (تو میں کہتا) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَیں یہ سلام کیا کرتا تھا یہ سلام اجازت کے لیے ہوتا ہے مَیں آسکتا ہُوں۔ یہ پُوچھتے ہیں تو اس سے پہلے سلام کا لفظ حدیثوں میں آیا ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔ ایک صحابی کے یہاں آپ تشریف لے گئے وہاں آپ نے سلام ہی کیا باہر سے اُنھوں نے چپکے سے جواب دیا، اُن کی نیت یہ تھی کہ دوبارہ آپ سلام کہیں گے تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مُبارک سے میرے لیے سلام کا لفظ دو دفعہ استعمال ہو جائے گا۔ پھر دُوسری دفعہ کے بعد اُنھوں نے کہا کہ اَب ایک اور دفعہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سلام فرمائیں گے تو تیسری دفعہ بھی واقعی آپ نے سلام کا لفظ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرمایا اُنھوں نے جواب نہیں دیا۔ خیال ہُوا کہ اور ایسے ہی ہوتا رہے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین دفعہ کے بعد پھر تشریف لے گئے واپس، جب واپس جانے لگے تو پیچھے سے باہر آئے اور اُنھوں نے روک لیا اور (بلند آواز سے) جواب نہ دینے کی وجہ بھی ساتھ ساتھ ہی بتلادی کہ اس لیے جواب نہیں دیا تھا، ورنہ تو پہلی دفعہ ہی تشریف لے آتے اندر گھر میں تو گویا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بھی اس کی پابندی کی اور عمل کیا کہ اجازت کے بغیر نہ جائے اندر پھر اجازت دیں اگر اجازت دیں تو پھر اندر جاؤ اگر اجازت نہ دیں تو واپس چلے جاؤ۔ اور یہ بھی ہے اس میں کہ بُرا نہ مانو، اگر کوئی نہیں مل سکتا کسی وقت تو پھر خفا ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے اُس کو کام ہو ایسا ممکن ہے مصروف ہو، مجبور ہو۔ بیمار ہو۔ کوئی بھی عذر ہو سکتا ہے جس وجہ سے اُس وقت نہیں مل سکتا۔ اگر وہ کہہ دے کہ مَیں نہیں مل سکتا تو بُرا نہ مانو بلکہ دوسرے وقت مل لو اُس سے جاکر، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعلیم دی ہے یہ کہ جب آؤ کسی سے ملنے تو سلام کرلو، اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ، ورنہ وہ جواب دے دے گا اندر سے، سلام کے جواب کے ساتھ معذوری بھی ظاہر کردے گا یا کسی کو بھیج دے گا اور اگر جواب ہی نہیں آیا تو پھر تین دفعہ تک تو آواز دے سکتے ہو کھٹکا سکتے ہو سلام کر سکتے ہو، گھنٹی بجا سکتے ہو تین دفعہ کے بعد پھر واپس چلے جاؤ۔ اگر کوئی کوٹھی ہو، گھنٹی ہو وہاں سلام جا ہی نہیں سکتا تو گھنٹی کی آواز جاتی ہے گی وہ بھی تین دفعہ بجائیں آپ، نہ جواب آئے تو وہاں سے چلے جائیں آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں اجازت دی تھی ایسے وقت آنے کی کہ جس وقت کوئی کسی سے ملنے نہیں آیا کرتا اور نہ کوئی کسی کو آنے دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص ہی محبوب ہو ایسا مقرّب ہو کہ جسے دیکھ کر اُسے خوشی ہوتی ہو تو پھر الگ بات ہے کہ اُس کو ایسی اجازت دی جائے کہ صُبح ہی صُبح تم مجھ سے مل لیا کرو اور صُبح بھی اتنا کہ نماز سے بھی پہلے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر خاموش رہتے تو میں چلا جاتا یہ اجازت تھی گویا آپ نے مجھے بتا رکھا تھا کہ اِس طرح سے اگر مَیں کروں تو یہ اجازت سمجھنا

لیکہ "اَن تَنَحنَحَ" اور اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھنکار دیتے تھے تو پھر میں واپس چلا جاتا تھا اِنْصَرَفْتُ اِلیٰ اَھْلِیْ میں اپنے گھر میں واپس آجاتا تھا اور گھر جو تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ اس طرح تھا اور ازواجِ مطہرات کے کمرے اور صحن مربع شکل میں اس طرح واقع تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد کی طرف آتے جاتے تو پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر نظر آتا اور گھر میں ایک سوراخ بھی رکھ رکھا تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ضرورت ہو تو آپ دیکھ سکیں آواز دے سکیں کمرہ میں ہوں تو آواز دے سکیں تو ان کو آپ نے اپنے گھر رکھ لیا۔ گھر داماد رکھا تھا گویا آپ نے اُنہیں اجازت دی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پُوری مخلوقات میں سے کسی کو بھی ایسی اجازت نہیں تھی، جیسی رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم نے مجھے دے رکھی تھی تو علامتیں مقرّر کی جا سکتی ہیں۔

ایک صحابی ہیں بہت بڑے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرما رکھا تھا کہ اِذْنُکَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ "تمہاری اجازت یہ ہے کہ تم پردہ اُٹھا کر دیکھا کرو اگر میں چاہوں تو منع کر دوں گا، ورنہ تم (پردہ) اُٹھا کر آجاؤ" تو ایسے ایک آدھ صحابہ کرام (کے واقعات) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اجازت کی علامت الگ مقرّر کر رکھی تھی اور اُنہیں بتا رکھی تھی کہ ایسے اگر ہو تو ایسے کرنا، مگر وہ بہت ہی خصوصی معاملہ اگر کسی کے ساتھ ہوتا تو ایسے فرماتے تھے، اور وہ تو گھر کے کام کرتے تھے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے وضو کا پانی آپ کی مسواک آپ کی چپل آپ کا تکیہ کہ جہاں ضرورت پڑے لیٹ جائیں آرام فرمالیں، ٹیک لگا لیں اور نعلینِ مُبارک اپنے پاس رکھا کرتے تھے کہ جب ضرورت ہو پیش کر دیں اور جوتے رکھنا یہ بڑا مشکل کام ہے کیونکہ جوتے جس وقت اُٹھا لیتا ہے اور پھر رکھ دیتا ہے تو اگر وہ رکھنے کے بعد غائب ہو جائیں تو جس کے جوتے اُس نے اُٹھائے ہیں وہ اور زیادہ پریشان ہو جاتا ہے وہ تو صرف وہ آدمی رکھ سکتا ہے جو شروع سے لے کر آخر تک موجود رہے۔ پھر جب ضرورت ہو فوراً پیش کر دے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے الگ اجازت دے رکھی تھی اِدھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک طرح کی اجازت دے رکھی تھی تو یہ اُن کے فضائل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قصہ یہ پیش آیا کہ میں بیمار تھا۔ تکلیف بہت زیادہ تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے قریب سے گزرے تشریف لائے تو میں یہ جملے کہہ رہا تھا یعنی دُعا کر رہے تھے اس طرح سے کہ موت قریب آگئی ہے تو موت آجائے راحت ہو جائے اور اگر

موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہے تو پھر مجھ کو تو ٹھیک کر دے تو اگر ایسے ہے کہ یہ آزمائش ہے میری تو مجھے صبر دے گویا یہ پریشانی تھی بے چینی تھی یا گھبراہٹ تھی جیسے بخار میں یا اور بیماری میں ہوتی ہے انسان کی کیفیت اُس میں یہ جُملے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکل رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سُنے تو آپ نے فرمایا کہ کَیْفَ قُلْتَ تم نے کیا کہا کیسے کہے یہ جُملے فَاَعَادَ عَلَیْہِ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھرا دیئے کہ میں یہ اور یہ کہہ رہا تھا، قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنا پاؤں مُبارک اِن کے بدن سے مارا اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ خُداوندا ان کو تو عافیت بخش، عافیت ایسا جملہ ہے کہ اس کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا (بلکہ مطلب اور مفہوم بیان کیا جا سکتا ہے) اس میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت خدا کی وہ عافیت ہے کہ انسان کو عافیت میسّر ہو مطلب یہ ہے کہ صحت بھی ہو سکون بھی ہو جیسے صحت اور سکون دو چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ تو بہت بڑی بات ہے ورنہ انسان کو بے سکونی ایک طرح کی دوسری طرح کی بلکہ کئی طرح کی ہوتی ہے تو عافیت ایسا جملہ ہے کہ جیسے کہ صحت بھی ہو سکون بھی ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ اُس کے بعد مجھے اِس طرح کی بیماری نہیں آئی کبھی بھی اور ایسے واقعات اور بھی گزرے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا لُعابِ دہن ڈالا اور وہ ٹھیک ہو گئیں اسی طرح سے ایک دفعہ آپ نے دُعا دی تھی کہ اَذْھِبْ حَرَّہٗ وَقَرَّہٗ ان کی گرمی اور سردی خداوندِ کریم تو ختم کر دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد میں نہ گرمی لگی نہ کبھی سردی لگی وہ سردیوں میں ہلکے کپڑے پہن سکتے تھے اور گرمیوں میں بھاری کپڑے پہن سکتے تھے اور تکلیف نہیں محسوس ہوتی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں جہاں ذکر کی جاتی ہیں وہاں یہ سب روایتیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)